اختیار کیے ہوئے تھے، اور ترکی میں سینکڑوں علماء احناف فقہ کی گرانمایہ خدمات انجام دے رہے تھے منصب قضا پر جب فائز ہوئے تو مذہب حنفی کے مطابق اس کے رجوع سے مسائل معاملات فیصل کرتے، اور اس سے قبل مختلف مدارس میں فقہ حنفی کی امہات کتب کا درس بھی دیتے رہے، اور مذہب حنفی کی پر زور مدافعت و وکالت کرتے رہے،

انھوں نے اپنی یگانۂ روزگار کتاب مفتاح السعادۃ میں جہاں فقہ اور اصولِ فقہ کی کتابوں کا ذکر کیا ہے وہاں بھی خصوصیت کے ساتھ علماء احناف کے علمی وفقہی کارناموں پران کے قلم نے خوب جولانیاں دکھائی ہیں، یہ اندازِ تحریر ہی مذہب حنفی میں ان کے صلب پر شاہد عدل ہے، مذکورہ بالا کتاب میں امام اعظمؒ کے مناقب و فضائل بہت تفصیل و جامعیت سے بیان کئے ہیں اور ان پر جو الزامات لگائے گئے ہیں ان کے جوابات بھی بہت ہی سنجیدہ انداز میں رقم کرتے گئے ہیں، امام اعظمؒ کے تلامذہ کے ذکر میں وہ رقمطراز ہیں:

اعلم ان الائمۃ الذین اخذوا العلم من الامام لا یحصون عددا، وقد عرفوا منھم سبعمائۃ وثلثین رجلاً من مشاھیر البلدان وأئمۃ المسلمین الذین وصل الینا العلم بسعیھم واجتھادھم جزاھم اللّٰہ عنا وعن الاسلام وعن کافۃ المسلمین خیرا لجزاء وحشرنا معھم وحشرھم مع النبیین والصدیقین والشھداء۔[1]

امام ہمامؒ سے جن ائمہ نے کسب فیض کیا ان کی تعداد بے شمار ہے ان کے صرف سات سو تیس شاگردوں کا پتہ چل سکا ہے اس میں وہ ائمہ عظام اور مشائخ کبار بھی ہیں جن کی سعی و کاوش اور قوتِ اجتہادی سے ہم واقف ہو سکے ہیں، اللہ تعالیٰ ہماری اور تمام مسلمانوں کی طرف سے ان سب کو جزائے خیر عطا کرے اور ہمارا شمار بھی اس نیک زمرہ میں کرے اور ان سب کا حشر انبیاء و صدیقین کے ساتھ کرے۔

---

[1] مفتاح السعادۃ ۲/۱۲۱

ایک دوسری جگہ اپنے مذہب حنفی کا ذکر فخر ومباہات کے انداز میں یوں کرتے ہیں:

"ہم نے علم فقہ کے متون، شروح اور کتب فتاوی کا ذکر اور ان کے مؤلفین کے حالات وکمالات کا ذکر پہلے کر دیا ہے، یہاں بھی اجمال واختصار کے ساتھ اپنے مذہب حنفی کی معتبر ومستند کتابوں کا ہم ذکر کرتے ہیں[1]"

بایں ہمہ مذہب حنفی پر فخر اور الحنفی کے انتساب کے باوجود وہ دیگر مسالک ومذاہب کے ائمہ کے ساتھ تحقیر وتضحیک کا پہلو اختیار نہیں کرتے بلکہ اُن کے ذکر میں بھی انتہائی اعتراف وعجز کا انداز غالب رہتا ہے، واقعہ یہ ہے کہ ان کے مرتبہ ومقام، ان کے احترام اور ان کے کمالات کے بیان کرنے میں وہ کوئی بخل سے کام نہیں لیتے، اس سے یہ چیز واضح ہوجاتی ہے کہ وہ بے جا عقیدت اور انتہائی غلو کو بالکل پسند نہ کرتے تھے، ائمہ احناف کے بعد ائمہ شوافع، حنابلہ اور مالکیہ کا ذکر بھی غیر جانبدارانہ انداز میں کرتے ہیں۔ الشقائق النعمانیہ اور مفتاح السعادۃ میں اس کی بکثرت مثالیں بکھری ہوئی ہیں، عالی ظرفی اور وسعتِ نظر کے لیے نمونے تذکرہ وتاریخ میں خال خال نظر آتے ہیں۔

اعترافِ فضل وکمال | علامہ طاش کبریٰ زادہ فقہ، حدیث، تفسیر، تاریخ وتذکرہ بلکہ تمام ہی علوم میں کامل دستگاہ رکھتے تھے، لیکن تذکرہ وتاریخ ان کے فکر ونظر کا اصل جولانگاہ اور ان کی کلاہِ افتخار کا طرۂ امتیاز تھے، مؤرخ ابن العماد ان کے علم وفضل پر رقمطراز ہیں:

کان بحرا زاخرا منصفا مصنفا[2]　　وہ علم کا بحر زخار اور انصاف پسند مصنف تھے

صاحب معجم المطبوعات کا بیان ہے کہ:

کان بحرا من المعارف والعلوم[3]　　وہ علوم ومعارف کا بحر ناپیدا کنار تھے۔

علامہ نے علوم وفنون میں جامعیت کے متعلق خود یوں روشنی ڈالی ہے:

---

[1] مفتاح السعادۃ ۱/۲۲۸، [2] شذرات الذھب ۸/۳۵۳، [3] معجم المطبوعات۔

۔۔۔ میں نے یگانۂ روزگار فضلائے سے کسب فیض کیا اور حدیث، تفسیر، فقہ، مناظرہ اور علم خلاف میں مہارت تام حاصل کی، اس کے بعد ان اساتذۂ روزگار نے ان علوم میں اجازت سے سرفراز کیا" [1]

مکارم اخلاق ان کے صحیفۂ کمال میں مکارم اخلاق کا باب نہایت نمایاں و تاباں حیثیت رکھتا ہے۔ کم گوئی، شرم و حیا، انکسار، تواضع ان کے نمایاں جوہر تھے، بے نیازی اور پاکبازی اس پر مستزاد، صاحب العقد کا بیان ہے کہ" وہ دنیا سے کوئی رغبت نہیں رکھتے تھے، عبادت و ریاضت ان کا وظیفہ تھا، ثبات قدمی ان کا شعار، حق گوئی ان کا شیوہ، مداہنت و مجاملت سے گریز کرتے، مقابلہ و مسابقت سے ان کو چڑ تھی" [2]

وہ ایک اور خوبی کا ذکر نہایت ہی عقیدت و احترام کے جذبات سے یوں کرتے ہیں:

"ایک نہایت ثقہ شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دن علامہ نے اپنے ہاتھ سے زبان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا" اس زبان نے تقصیر و گناہ کے بہت سے کام کیے ہیں اور حق و ناحق کا صدور اس سے ضرور ہوا ہے لیکن (خدا کی قسم) دنیوی مناصب کے لیے یہ زبان کبھی وا نہ ہوئی"۔ (العقد المنظوم) ۲/۱۰۰)

علامہ موصوف نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ درس و تدریس میں گذارا، اور کچھ عرصہ تک منصب قضا پر بھی فائز رہے لیکن حرص و آز سے اپنے دامن کو آلودہ نہیں ہونے دیا، نہایت سادگی، عسرت، عفاف سے زندگی بسر کرتے رہے، اکل حلال کے لیے انھوں نے فرصت کے اوقات میں کتابت کا مشغلہ بھی اختیار کر لیا تھا، اس سے ان کو جو یافت ہوتی اس سے طلباء کی امداد اور ان کے قیام و طعام کا انتظام کرتے، صاحب العقد کہتے ہیں:

---

[1] الشقائق النعمانیہ ۱/۳۸۸، [2] العقد المنظوم فی ذکر افاضل الروم ۲/۹۹-۱۰۰-

" وہ بہت اچھا اور بہت تیز لکھتے تھے، کتابوں کی نقل بڑی مہارتِ فن سے کرتے۔ ان کے تلامذہ میں سے ایک کا بیان ہے کہ:

" میں رمضان المبارک کی راتوں میں سے ایک رات ان کے یہاں کھانے پر حاضر ہوا، اس وقت علامۂ موصوف مدرسۂ قلندریہ میں استاد تھے، ان کی عادت تھی کہ رمضان المبارک کی ہر رات طلباء کو کھانے پر مدعو کرتے، اسی دوران انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ "جب میں مدرسہ اسحاقیہ اسکوب میں درس دیا کرتا تھا تو میں نے سال بھر میں بیضاوی شریف کے ایک نسخہ کی کتابت کی عادت کرلی تھی، اس کو میں تین ہزار درہم میں فروخت کرتا اور اس رقم کو طلباء کے کھانے پر خرچ کرتا ہوں"۔ (العقد المنظوم ۲/۹۹- (باقی)

حضرت مفتی صاحب کا حال

حضرت مفتی صاحب کی مسلسل ۳ ماہ سے زیادہ علالت کا اثر سب قارئین برہان پر ہونا لازمی ہے لیکن خود ہم لوگوں کو اس سلسلے میں جن حالات سے گذرنا پڑ رہا ہے وہ بڑے صبر آزما ہیں۔ حضرت مفتی صاحب کا حال یہ ہے کہ اگرچہ وہ افاقہ پذیر ہیں لیکن صحت کی رفتار بہت دھیمی اور سست ہے اور اس بنا پر حضرت مفتی صاحب ندوۃ المصنفین اور برہان کے کاروبار کی نگرانی فرماتے تھے اسے بالکل نہیں کرسکتے اور اب یہ سارا بوجھ ہم لوگوں کو اپنے دوشِ ناتواں پر اٹھانا پڑ رہا ہے، اندیشہ ہے کہ شاید ہم کو مزید کاروباری الجھنوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑے، قارئینِ برہان سے درخواست ہے کہ وہ حضرت مفتی صاحب کے لیے دعاءِ صحت کے ساتھ ساتھ ہمارے لیے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اس آزمائش سے بخوبی عہدہ برآ فرمائے۔

عمید الرحمٰن عثمانی، جنرل منیجر، ندوۃ المصنفین۔ دہلی ملا۔